فون نمبر ۲۶۱۳۵ ۷۸۲ رجسٹرڈ نمبر ۱۸۷۶ ل

حب الوطن من الایمان

(دی) کاکوری اخبار
پندرہ روزہ

ایڈیٹر:- ڈاکٹر سید احمد علوی تسنیم
قیمت فی پرچہ ۱۸ نئے پیسے

سالانہ دیسی صرف چار روپیہ للعہ
فی پرچہ ۱۸ نئے پیسے ۱۸؍

ترسیل زر کا پتہ
۱- شمس علوی کاکوروی منیجر کاکوری اخبار ۳۷ امین آباد پارک لکھنؤ
۲- مبارک بک ڈپو بندر روڈ مقابل ڈینسو ہال کراچی نمبر ۲
خبروں اور مضامین کے سلسلے میں جملہ خط وکتابت ایڈیٹر سے اور مالی وانتظامی امور میں منیجر سے کی جائے۔

جلد نمبر ۱ | ۱۵ مئی ۱۹۶۳ء مطابق ۲۰ ذی الحجہ ۱۳۸۲ھ | شمارہ نمبر ۱۸

تاثرات

حضرت ساقی کاکوروی از کراچی

پھر نہ آنے کی ہے قسم کھائی   کیا صبا جا کے کچھ لگا آئی
یاد تک نے جگہ نہیں پائی   آہ تم آہ میری تنہائی
اب زمانے میں ہم ہیں سودائی   ہائے چاہت کی کیا سزا پائی
قصۂ غم کا یہ کرشمہ ہے   دور تک بج رہی ہے شہنائی
رات کو تھا جو رونق محفل   صبح دم بن گیا ہے سودائی
بدلا بدلا ہے صبح کا عالم   لے رہے ہیں کہیں وہ انگڑائی
چاہ کی بات کا سنو انجام   اس کا آغاز ہی ہے رسوائی
جانے کیا بات تھی چمن میں کل   مجھ کو ہر پھول پہ ہنسی آئی
رات کو جو بہائے تھے آنسو   کہکشاں ان کو بھی سجا لائی
دو سراپا کمال سے لادوں میں   خود زلیخا ہے جس کی شیدائی

آج زاہد بھی بن گئے ساقی
وہ غزل آپ نے ہے فرمائی

نعت

از ساجد صدیقی صاحب ساجد لکھنوی

یہ نعت شریف امیریہ اجتماع عید میلاد النبی کے موقع پر جو جناب شمس کاکوروی کے دولت کدہ واقع نعمت اللہ بلڈنگ نعمت اللہ روڈ لکھنؤ پر انعقاد پذیر ہوا تھا پڑھی گئی اور خوب داد تحسین حاصل کی۔

وہ دکھاتے رخ انور تو کچھ اور بات ہوتی   جو چمکتا یوں مقدر تو کچھ اور بات ہوتی
میں سناتا حال رو کر تو کچھ اور بات ہوتی   ترس آتا ان کو مجھ پر تو کچھ اور بات ہوتی
مگر ان کی اک جھلک سے لگ گیا ہے سب کچھ   وہ جو دیتے ہاتھ اٹھا کر تو کچھ اور بات ہوتی
ہے ہر ایک فرض سجدہ اسے مانتا ہوں لیکن   ترے در پہ ہوتا یہ سر تو کچھ اور بات ہوتی
یہ نشان پائے اقدس ہے زمیں کا چاند لیکن   جو یہ نقش پڑتا دل پر تو کچھ اور بات ہوتی
ملی مے مجھے بھی میکدے میں ہوئی دور تشنگی بھی   جو وہ خود پلاتے ساغر تو کچھ اور بات ہوتی
نہ بتا سکا وہ نعت کا رخ نہ ہوئی کسی کی   اگر آج ہوتے حیدر تو کچھ اور بات ہوتی

بڑے لطف کی ہیں ساجد یہ گھٹائیں رحمتوں کی
جو برستیں عاصیوں پر تو کچھ اور بات ہوتی

اخبار اور غلطیاں

یہ واقعہ ہے کہ اغلاط کی کثرت اس قدر بڑھتی جا رہی ہے کہ تصحیح اور ندامت کے تحت کچھ لکھتے ہوئے ندامت محسوس ہونے لگی ہے۔ ظاہر ہے کہ اس کا علاج اس سے تو نہیں ہو سکتا کہ کسی ایڈیٹر کو پکڑ کر خود علیحدہ رہا جائے۔ کمزوری سب کی کمی جا رہی ہے جس طرح ایڈیٹر اسی طرح کاپی دیکھنے والا۔ اور اس سے کہیں بڑھ چڑھ کر خود کاتب صاحب۔ سب سے بڑی غلطی یا کمزوری یہ ہے کہ کاپی پتھر پر آنے کے بعد اس کا پروف نہیں دیکھا جاتا۔ کاپی کی جو کچھ اصلاح کی جاتی ہے اس کو جس حد تک پورا کیا جاتا ہے وہ ناکافی ہے۔ عام طریقہ یہ ہے کاپی اتاری جائے اس کا پروف دیکھا جائے تاکہ قطع سنگ اس کی صحیح اصلاح کر سکے۔ ہم نے تو دیکھا ہے کہ روزنامہ اخباروں کے پروف اسی طرح دیکھے جاتے ہیں۔ کسی پریس سے اس طرح غلطیوں سے پُر پرچہ کا نکلنا خود پریس کے ذمہ داروں پر بھی اس کی آنچ آتی ہے جہاں تک مضامین یا خبروں کا تعلق ہے ہم اس کو خود علیحدہ لکھ کر بھیجتے ہیں۔ اگر اسی حالت میں جیسی لکھی ہوئی آتی ہیں بھیج دیں تو ہم سمجھتے ہیں کہ اخبار دیکھنے کے قابل بھی نہ ہو۔ صورت حال یہ ہے کہ مستقل عنوان تصحیح کا قائم ہوتا چلا جا رہا ہے اور ہر پرچہ میں گذشتہ اخبار کی تصحیح چھپ رہی ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ شاید ہمیں ایک کالم غلط نامہ کے عنوان سے کیا قائم کرنا پڑے گا۔

گذشتہ پرچہ میں تو بعض اغلاط ایسی فحش ہوئی ہیں جنھیں دیکھتے ہوئے خود ہمیں ندامت محسوس ہو رہی ہے

یکم مئی کے بجائے یکم اپریل شائع ہو گیا ناظرین تصحیح فرما لیں

بجائے رؤف جونیر کے رؤف جعفر شائع ہو گیا۔

بیگم انتخاب احمد صدیقی کی علالت کی خبر میں بیگم کا لفظ رہ گیا۔

انتہاء عالم کے بجائے رفتار عالم لکھ گیا ہے۔

احسن کرمانی صاحب کراچی سے لکھتے ہیں کہ ان کا مضمون شاعر اور اس کی شاعری کے عنوان سے شائع ہوا تھا اس میں کئی غلطیاں رہ گئیں لکھتے ہیں کہ مضمون میں آپ کے کاتب صاحب نے بہت سی غلطیاں کی ہیں۔ بسم اللہ شعر سے کی ہے۔ شعر اصل میں یوں تھا۔ "غنچہ و گل میں دھرا کیا ہے بتا اے بلبل" لفظ دھرا کی جگہ کاتب صاحب نے دعویٰ لکھ دیا۔ پژمردگی کی جگہ پر مردگی، الم کی جگہ عالم، رابطہ کی جگہ ربط۔ امید ہے آپ اس کی تصحیح فرما کر شکریہ کا موقع دیں گے۔

ارباب وطن خصوصاً خریداران اخبار سے گذارش ہے کہ وہ امتحانات کے نتائج لکھ کر بھیجیں تاکہ آئندہ اشاعت میں شائع کئے جا سکیں۔ پاکستانی بھائیوں سے استدعا ہے کہ وہ نتائج ہوں یا خبریں۔ احسان احمد صاحب علوی کو بھیج دیں۔ یا زبانی بتا دیں کیونکہ کراچی میں ہم نے موصوف ہی کو اپنا نمائندہ بنایا ہے۔ اس کے علاوہ کوئی خبر قابل قبول نہ ہوگی۔ جو خبریں ہم کو براہ راست پہنچیں گی ہم ان کو نام کے ساتھ شائع کریں گے تاکہ غلط و صحیح کی ذمہ داری ہمارے سر نہ رہے۔

ارباب وطن سے ضروری گذارش

اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ کاکوری اخبار آپ کی اور آپ کے وطن کے نونہالوں کی جو خدمت انجام دے رہا ہے اس کا سلسلہ جاری رہے تو کارکنان کاکوری اخبار کی مالی مشکلات کے پیش نظر اپنا فرض تصور فرمائیے کہ جن کثیر ارباب وطن نے اپنے اپنے چندے نہیں روانہ فرمائے ہیں تو وہ فوراً ہند و پاک میں اپنی اپنی رقوم جمع فرما دیں تاکہ ہم یکسوئی کے ساتھ کاکوری اخبار کی فلاح و بہبودی کے لئے کام کرتے رہیں۔

منیجر کاکوری اخبار

سونے کا دل رکھنے والی لڑکی

احسن الدین عثمانی اورنگ آباد

سردیاں زوروں پر تھیں ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اب کبھی نہ جائیں گی۔ ایک ویران جھونپڑے میں جس میں برائے نام آگ تھی جاوید اور اس کی بیوی پریشان بیٹھے تھے۔ یہ عید کا دن تھا۔ اس کے پاس غریب بچوں کو بہلانے کے لئے کچھ نہ تھا۔ رات بھیگ چکی تھی کہ اتنے میں کسی نے دروازے پر دستک دی۔ جاوید کو خیال ہوا کہ کوئی غریب مسافر راستہ بھٹک کر ادھر آنکلا ہے۔ اس نے دروازہ کھول دیا۔ ایک بزرگ صورت سفید ریش ہستی اندر داخل ہوئی۔ جن کے جسم پر ایک عمدہ کا جبہ تھا۔ اس نے جاوید سے کہا مجھے دور جانا ہے کیا آپ کے یہاں رات کی رات ٹھہر سکتا ہوں؟ جاوید نے اسے اندر بلا لیا۔ اس کی بیوی نے بھی خندہ پیشانی سے اس کا استقبال کیا اور کہا کہ ہم لوگ آپ کے ٹھہرنے کا انتظام کر سکتے ہیں مگر ہمارے پاس کھانے کو کچھ بھی نہیں ہے جو ہم آپ کی خاطر کر سکیں۔ بوڑھا مسکرایا اور کہا کہ تم اس کا غم مت کرو میں کھانا کھا چکا ہوں۔ مجھے صرف رات کی رات ٹھہرنے کی ضرورت ہے میں صبح سویرے ہی اپنے سفر پر روانہ ہو جاؤں گا۔

آگ کے قریب بوڑھے کا بستر پیال سے بھر کر درست کر دیا گیا۔ اور وہ آرام سے سو گیا۔ صبح اندھیرے منہ بوڑھا جاگا اس نے جاوید اور اس کی بیوی کا شکریہ ادا کیا۔ اور پوچھا تمہارا کوئی بال بچہ ہے۔ جاوید نے ایک کمرے کی طرف اشارہ کیا جس میں تین بچے سو رہے تھے بوڑھے نے جبہ کی لمبی جیب میں ہاتھ ڈالا اور سونے کا ایک چھوٹا سا تاج نکال کر سب سے بڑے لڑکے کو دیا اور کہا کہ کچھ عرصہ بعد یہ بادشاہ ہوگا۔ منجھلے لڑکے کے لئے سونے کی چھوٹی چھوٹی کشتی دی اور کہا کہ یہ ایک بڑا تاجر ہوگا۔ سب سے چھوٹے کے لئے سونے کا چھوٹا سا ہل دیا اور کہا یہ ایک بڑا کاشتکار ہوگا۔

بوڑھا روانہ ہونے ہی کو تھا کہ ماں بولی۔ آپ نے میری چھوٹی لڑکی کو ملاحظہ ہی نہیں فرمایا مجھے امید ہے کہ اس کے لئے بھی کچھ عطا فرمائیں گے۔ "اچھی خاتون" بوڑھا بولا۔ "اب تو شاید میرے پاس کچھ بھی نہیں جو تمہاری بچی کو دے سکوں۔ بہر حال میں تلاش کرتا ہوں۔ اس نے اپنی جیب میں تلاش کیا۔ اتفاق سے ایک سونے کا تار اس کے ہاتھ آیا جس کو اس نے دل کی شکل بنا کر (♡) یہ کہتے ہوئے ماں کے حوالے کیا" یہ اپنی ننھی سی بچی کو دے دو میری برکتوں کے ساتھ وہ بڑی ہو کر ایک نیک مہربان اور پاکباز خاتون ہوگی۔ اور جس کے ساتھ اس کی شادی ہوگی وہ اس کے لئے خوشحالی اور خوش نصیبی کا باعث ہوگی۔ مگر یہ ہمیشہ اس کے گلے میں رہنا چاہیے۔

بوڑھا اپنے راستے چلا گیا۔ اور جاوید اسی طرح غریبی اور افلاس کا شکار رہے۔ یہاں تک کہ بچے پل کر پروان چڑھے ایک شدید جاڑے کی رات کو جاوید اور اس کی بیوی چل بسے۔

بڑا لڑکا کام کے لئے نکلا۔ اور مختلف ملکوں میں گیا اپنی لیڈری کی بدولت وہ ایک چھوٹے سے ملک کا بادشاہ بن گیا جو بڑھتے بڑھتے ایک بڑا ملک بن گیا۔

چھوٹے اور منجھلے لڑکے کا کیا ہوا کیا بوڑھے کی باتیں پوری ہوئیں یہ سب جاننے کے لئے اس کی دوسری اور آخری قسط اگلے شمارہ میں پڑھئے۔ (باقی آئندہ)

ایک تھا بادشاہ

صفیہ ناہید شمس علویہ

گریفن کی بیوی نے کہا: "دیکھو ناظر! گریفن سے سیدھے کوئی بات کرنا مشکل ہے لیکن اگر تم نے ہمت سے کام لیا اور اس کے پلنگ کے نیچے چھپ گئے تو تم ضرور کامیاب ہو جاؤ گے۔ تم صرف اس کی دم سے پر کھینچ لینا۔ باقی باتیں میں خود پوچھ لوں گی۔"

ناظر نے اس کا بہت شکریہ ادا کیا اور ایسا ہی کیا۔ جب رات کو گریفن واپس آیا تو بیوی سے بولا۔ "مجھے اپنے گھر سے آدمی کی بو محسوس ہو رہی ہے۔"

اس کی بیوی نے کہا: "کچھ دیر پہلے ایک آدمی ضرور آیا تھا لیکن وہ چلا گیا۔"

گریفن بہت تھکا ہوا تھا۔ اس لئے بغیر زیادہ پوچھ گچھ کئے سو گیا۔ اسی وقت ہمت کر کے ناظر نے اس کی دم سے بہت آہستگی کے ساتھ ایک پر کھینچ لیا۔ گریفن جاگ پڑا۔ اور بڑبڑانے لگا "میں اب بھی آدمی کی بو محسوس کرتا ہوں۔ کسی نے ابھی میری دم سے پر کھینچا ہے۔"

اس کی بیوی بولی: "تم ضرور کوئی خواب دیکھ رہے تھے۔ وہ آدمی تو کب کا جا چکا۔ تجوری کی کنجی کے بارے میں پوچھ رہا تھا۔ وہ شاید کہیں گم ہو گئی ہے۔"

گریفن نے کہا: "وہ کنجی تو لکڑی کے گودام میں ایک لٹھے کے نیچے پڑی ہے۔"

بیوی پھر بولی: "وہ ایک بیمار لڑکی کا بھی ذکر کر رہا تھا جس کی بیماری کی کوئی دوا نہیں ملتی۔"

گریفن گرج کر بولا۔ "وہ سب بے وقوف ہیں۔ ادھر جھاڑی کے اندر جو گڈھا ہے اس میں لڑکی کے بال پڑے ہوئے ہیں۔ اگر وہ اسے دوبارہ واپس مل جائیں تو وہ اچھی ہو جائے گی۔"

بیوی نے موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے تیسری بات بھی پوچھ لی:

"وہ آدمی اس ملاح کے بارے میں باتیں کر رہا تھا جو لوگوں کو ندی کے پار اتارا کرتا ہے۔ اسے ایسا کیوں کرنا پڑتا ہے اور کب تک کرنا پڑے گا؟"

گریفن نے پہلے سے زیادہ جھلا کر کہا۔ "وہ پورا کا پورا الو ہے ——— ارے جب وہ کسی کو بیچ ندی میں پہنچ جائے ——— تو کشتی اسے کو دے دے ——— اور دوسرے کنارے پر ——— نکل جائے۔"

اس طرح ناظر کو گریفن کی دم کا ایک پر بھی مل گیا اور تینوں سوالوں کا جواب بھی۔

دوسرے دن جب گریفن سیر کو چلا گیا تو وہ باہر نکلا اور بیوی کا شکریہ ادا کیا اور روانہ ہو گیا۔ راستہ میں ہر کو اس کے سوال کا جواب بتا دیا۔ بال پاتے ہی قلعے کی بیمار لڑکی اچھی ہو گئی اور اس کے ماں باپ نے ناظر کی خدمت میں بہت سے تحفے پیش کئے۔ کنجی مل جانے پر قلعے کے مالک نے اس کا بہت بہت شکریہ ادا کیا اور ملاح بھی بہت ممنون ہوا۔ لیکن جب وہ بادشاہ کے پاس پہنچا تو وہ بجائے خوش ہونے کے دل ہی دل میں ناراض ہوا۔ اس نے ناظر سے پوچھا۔

"تم یہ سب چیزیں کہاں سے لائے ہو؟"

ناظر نے پوری داستان کہہ سنائی اور گریفن کے دم کا پر پیش کیا۔ یہ دیکھ کر بادشاہ کو خاموش ہونا پڑا۔

اس نے کہا: "ناظر تم مجھے ایک ماہ کی مہلت دو تاکہ میں تمہاری شادی کا انتظام کر سکوں۔"

ناظر نے یہ بات مان لی۔ شاہی محل کے باہر اس نے بوڑھے آدمی کا شکریہ ادا کیا۔ دعا لی اور گھر چلا گیا۔

بادشاہ نے ناظر کو ٹال کر اپنے دل میں سوچا کہ وہ یہ شادی عقلمند گریفن سے ترکیب پوچھ کر ختم کرا دی جائے۔

(باقی صفحہ ۶ پر)

پاکستانی ڈاک

نامہ نگار خصوصی کے قلم سے

کراچی:-

ولادت:- حبیبہ افتخار دختر سجاد الحسن صاحب مرحوم کے یہاں ۲۷ اپریل ۱۹۷۱ء بروز سنیچر ۱/۲ ۵ بجے صبح صاحبزادے کی ولادت ہوئی ہے خدا مبارک کرے۔

اہلیہ تقی علی صاحب علوی ۲۰ اپریل کو ایک حادثے سے دوچار ہو گئیں۔ اللہ نے بڑی خیریت کی واقعہ اس طرح پیش آیا کہ موصوفہ بچوں کو ڈاکٹر کے پاس دکھانے لے جا رہی تھیں۔ واپسی پر موٹر رکشا الٹ گئی جس کی وجہ سے موصوفہ کے کئی جگہ چوٹیں آئیں اور منجھلے لڑکے محسن سلمہٗ کے چہرے پر آنکھ کے قریب چوٹ آئی، بڑی مشکل سے گھر پہنچیں جہاں ان کی مرہم پٹی کی گئی۔ کئی روز چلنے پھرنے سے معذور رہیں۔ اب بحمداللہ ٹھیک ہیں۔

ندیم ضیاء علوی صاحبزادہ اکبر علی صاحب علوی کو اس طرح ٹائیفائڈ ہو گیا تھا کئی دن تکلیف رہی اب اللہ کا شکر ہے۔ بخار اتر گیا ہے۔ کمزوری باقی ہے۔

الحاج محمد حسن صاحب علوی کو پچھلے ہفتہ شدید کھانسی کی شکایت ہو گئی تھی۔ علاج ہو رہا ہے جس سے افاقہ ہے

محترمہ قمر اخلاق صاحبہ علویہ کو نفس کی شکایت کا پھر زور ہو گیا تھا۔ کئی دن شدید تکلیف رہی۔ اب طبیعت پرسکون ہے۔

فیضی صاحبزادہ عشرت علی صاحب علوی کو تقریباً ۱۵ دن سے کالی کھانسی آ رہی ہے۔ علاج جاری ہے۔

محترمہ والدہ اقبال احمد صاحب علوی اپنے لڑکے اقبال کے پاس بغرض قیام کراچی سے ڈھاکہ چلی گئیں۔

کبیر احمد صاحب علوی صاحبزادہ بشیر احمد صاحب علوی کو پچھلے دنوں ایک حادثہ پیش آ گیا تھا۔ آپ سائیکل سے ناظم آباد آ رہے تھے ڈپو کے قریب دفعتاً ایک بس سامنے آ گئی۔ آپ نے بچنے کی کوشش کی مگر دوسری جانب اتفاقاً ایک پتھر سے ٹکر ہو گئی جو اندھیرے کے سبب نظر نہ آ سکا۔ اس حادثہ میں کبیر صاحب کے سینے اور گھٹنے میں چوٹیں آئیں۔ اب صحتیاب ہو رہے ہیں۔

جناب عبدالحی صاحب علوی رسوا۔ اس طرح بخار میں مبتلا ہو گئے تھے۔ اب اچھے ہیں۔

منظر علی صاحب علوی آٹھ دس روز کے دورے کے بعد کراچی واپس آ گئے ہیں۔ موصوف اپنی زمین کے سلسلے میں جیمس آباد (سندھ) تشریف لے گئے تھے۔ سجاد الحسن صاحب علوی معہ اہلیہ کے رحیم یار خاں سے بغرض تبدیل آب و ہوا لاہور روانہ ہو گئے۔

میخانۂ ادب کراچی کی ماہانہ ادبی نشست ۱۸ اپریل بروز جمعہ بشیر لاج ناظم آباد میں زیر صدارت علامہ درد کاکوروی منعقد ہوئی۔ شعرائے کاکوری نے اپنے تازہ کلام سے سامعین کو محظوظ فرمایا۔ آئندہ نشست انشاء اللہ ۲ جون کو منعقد ہوگی۔

مشرقی پاکستان

شاندار کامیابی چٹاگانگ کی ایک نجی تحریر سے یہ پرمسرت خبر ملی ہے کہ شہناز آصف سلمہا دختر ڈاکٹر آصف علوی صاحب کی بڑی صاحبزادی نے اس سال سینیر کیمبرج کا امتحان فرسٹ ڈویژن میں پاس کر لیا ہے ان کو ایک مضمون میں ڈسٹنکشن اور پانچ میں کریڈٹس ملے ہیں۔ اللہ مبارک کرے

اہلخانہ عبدالحکیم صاحب علوی اس طرف سخت بیمار ہو گئیں تھیں ان کے سینے پر گلٹیاں پڑ گئی تھیں، جنہیں آپریشن کر کے نکالا گیا ہے۔ باری تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ ان کو صحت کاملہ عنایت فرمائے۔

اہلخانہ محمد امین صاحب علوی کے یہاں ولادت ہوئی ہے جس کے بعد سے کئی دن تک تیز بخار آتا رہا جس سے تشویش رہی اب بحمداللہ زچہ اور بچہ دونوں بخیریت ہیں۔

والدہ شہاب محمد صاحب بحمداللہ اب اچھی ہیں کبھی کبھی کمزوری محسوس ہوتی ہے

راولپنڈی

ذکی علی صاحب علوی راولپنڈی کے ایک نجی خط سے معلوم ہوا ہے کہ موصوف کا گھر آجکل اسپتال بنا ہوا ہے۔ سب سے پہلے بچہ پر اس کی طبیعت زیادہ خراب ہو گئی۔ جب ذرا وہ سنبھلا اہلیہ محترمہ کی طبیعت دفعتاً بگڑ گئی جس سے کافی پریشانی رہی۔ موصوفہ کو درد عرق النساء کی تکلیف پیدا ہو گئی۔ بہر حال خدا کے فضل سے اب وہ کسی قدر بہتر ہیں۔ اس کے بعد ہمیر غزالی سلمہ کو کھانسی بخار شروع ہو گیا۔ اب اپنا خود نمبر آیا۔ قریب قریب دس پندرہ دن ہو گئے ہیں۔ ہنوز طبیعت پوری طرح صاف نہیں ہوئی ہے۔

راولپنڈی کی ایک تحریر سے محمد خالد صاحب صدیقی کے بچوں کی کامیابی کی خبر معلوم کر کے خوشی ہوئی۔ اللہ مبارک کرے۔ نتیجہ حسب ذیل ہے:-

احمد سعید صدیقی: درجہ ہشتم سے پاس ہو کر درجہ نہم میں آگئے ہیں

عائشہ خاتون بنت محمد خالد صدیقی درجہ ششم سے پاس ہو کر ہفتم میں گئیں

احمد طلحہ صدیقی درجہ سوم سے درجہ چہارم میں آگئے۔

بقیہ صفحہ ۲ کا

اور یہ سوچ کر وہ کسی سے بغیر بتائے عقلمند گریفن کے پاس روانہ ہو گیا۔ چلتے چلتے آخر وہ اسی ندی کے کنارے پہنچا۔ جہاں وہی ملاح آنے جانے والوں کا انتظار کر رہا تھا۔ بادشاہ کو کشتی میں بٹھا کر اس نے بیچ ندی میں چھوڑ دیا۔ اور خود کود کر بھاگ نکلا۔ اس طرح ملاح آزاد ہو گیا۔ اور بادشاہ ندی میں ڈوب گیا۔

ادھر ایک ماہ انتظار کرنے کے بعد ناطرے بوڑھے آدمی کی مدد سے شہزادی فوزیہ کے ساتھ شادی کر لی اور اس ملک کا بادشاہ بن گیا۔ (ختم شد)

مواعظ حسنہ

۱۔ معرفت اس کا نام ہے کہ دنیا کی قدر و قیمت سے دل خالی رکھے۔ بے ضرورت سامان جمع نہ رکھیے۔

۲۔ ریاء سے عمل رائیگاں ہو جاتا ہے اگرچہ فرض سر سے اتر جاتا ہے لیکن مقبول نہیں ہوتا اور مقصود مقبولیت ہی ہے

۳۔ قلندر وہ ہے جو خدا سے کامل محبت رکھتا ہو خدمت و طاعت میں پوری مشقت اٹھاتا ہو اور کسی کی ملامت سے نہ ڈرتا ہو۔

۴۔ غم سے نفس کو تکلیف تو ضرور ہوتی ہے لیکن روح میں نور پیدا ہوتا ہے

۵۔ اصلاح نفس کیلئے صرف دعا کافی نہیں بلکہ تدابیر کی بھی ضرورت ہے

۶۔ محبت سے اگر انسان کام لے تو کوئی کام بھی مشکل نہیں اور یہ محبت پیدا ہوتی ہے کسی کامل کی صحبت میں بیٹھنے سے یا اس سے تعلق پیدا کرنے سے۔

۷۔ اہل علم کے دلوں میں کسی کی ہیبت نہیں ہوتی۔ یوں کسی کی مضرت کی وجہ سے ڈر جائیں وہ اور بات ہے۔ فی الحقیقت ان کے دل غیر اللہ کی ہیبت سے خالی ہوتے ہیں۔

۸۔ مومن دو خطروں کے درمیان ہے۔ ایک خطرہ وہ مدت جو گذر چکی اور وہ نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ اس کے بارے میں کیا کرنے والا ہے اور ایک خطرہ وہ اجل و مدت ہے جو باقی ہے کوئی نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ اس میں کیا فیصلہ کرنے والا ہے۔

۹۔ سعادت و نیک بختی دو باتوں میں ہے طاعت یعنی کار خیر کرنے میں اور تقویٰ یعنی بدکاری سے بچنے میں۔

۱۰۔ بکثرت دعا کیا کرو۔ کیونکہ تمہیں نہیں معلوم کہ تمہاری دعا کس وقت قبولیت کا درجہ پا جائے۔

"ایڈیٹر"

حالاتِ وطن

احمد کمال علوی ابن اقبال احمد علوی نوجوان کرکٹ کے کھلاڑی ہیں ۱۹۴۳ء میں لکھنؤ میں پیدا ہوئے۔ شروع ہی سے کرکٹ میں زیادہ دلچسپی لیتا رہا اور اسکول کے زمانے میں بہادر یار جنگ اسکول کی طرف سے مسلسل تین سال تک روہل شیلڈ کھیلا جس میں بہترین بیٹنگ کا مظاہرہ کیا اس کے بعد جامعہ ملیہ کالج کی طرف سے انٹر کالجیٹ میں ٹیکنیشنز کے خلاف بہترین بیٹنگ کا مظاہرہ کیا۔ اور آجکل اسٹار کرکٹ کلب (ایرپورٹ) کا مستقل اوپننگ کھلاڑی ہے۔ اسٹار کی طرف سے انھوں نے کئی سنچریاں اور ہاف سنچریاں بنائیں۔ اور زیڈ اے شاہ کرکٹ ٹورنامنٹ میں اپنے دفاعی کھیل سے اپنی ٹیم کو شکست سے فتح میں تبدیل کرنے کا سہرا اسی کے سر ہے اس نے ملت کرکٹ کلب کے خلاف ۱۹۷ رنز بنائے اور آؤٹ نہیں ہوئے اور پی اے۔ الف ڈرگ روڈ کے خلاف ۱۰۵ رنز بنائے۔ اگر یہ نوجوان کھلاڑی اسی طرح محنت سے کھیلتا رہا تو اس کا مستقبل روشن ہو جائے گا۔

بیگم افتخار احمد صاحب صدیقی (کوئٹہ بلوچستان) کی ایک معتبر تحریر سے یہ معلوم کر کے تشویش ہے کہ بیگم صاحبہ موصوفہ کو ۱۲ اپریل کو اسپتال میں داخل کر دیا گیا تھا۔ جہاں اسقاط کے سلسلے میں ایک چھوٹا آپریشن ہوا۔ لیکن اس عرصہ میں دل کے ایکسرے کے ذریعہ ہر سمت سے کئی فوٹو لئے گئے جس میں کچھ نقص نکلا اس لئے ڈاکٹروں کے ایک بورڈ نے یہ طے کیا ہے جس میں تمام ڈاکٹر اور سرجن انگریز اور امریکن ہیں کہ دل کا آپریشن ضروری ہے۔ حرکت قلب میں بھی نبض کی حرکت میں بھی فرق ہے۔ ابھی تک صدیقی صاحب نے منظوری نہیں دی ہے بلکہ عید کے سلسلے میں چھٹی پر گھر آ گئے ہیں۔ ”ممکن ہے کہ بعد فیصلہ ہوگا۔ اور آپریشن لازمی ہو گا۔ نازک آپریشن ہے ڈر بھی لگتا ہے۔ زندگی اللہ کے ہاتھ ہے آپ سب لوگ دعا فرمائیں اللہ صحت و تندرستی عطا فرمائے۔ آمین۔

دوفی صاحبزادہ غلام احمد فرقت کاکوروی کے بارے میں دلی سے خبر ملی ہے کہ پچھلے ہفتے شدید علیل ہو گیا تھا اس کو ارون اسپتال میں داخل کر دینا پڑا تھا۔ جہاں ڈاکٹروں نے انتہائی غور و خوض سے علاج کیا اور پانچ چھ دن کے بعد ڈاکٹروں نے یہ کہا کہ ۶۰ فیصدی خطرے سے باہر ہو گئے ہیں۔

انصار احمد صاحب علوی۔ لکھنؤ کی ایک خبر میں بتایا گیا ہے کہ موصوف کا تبادلہ چاند پور ضلع بجنور ہو گیا ہے موصوف عنقریب وہاں جا کر چارج لیں گے۔

الحاج احمد محسن علوی تعطیلات گرما میں اپنے بھائی حافظ نصیر احمد صاحب علوی کو دیکھنے کے لئے کچھ دنوں کے لئے مع اہلیہ محترمہ کے آئے ہوئے ہیں۔ موصوف وطن ہی میں قیام پذیر ہیں۔

منشی اصطفا علی صاحب علوی۔ کانپور کی ایک تحریر سے یہ معلوم ہوا ہے کہ بقر عید کے دن موصوف پر درد کا شدید دورہ پڑا موصوف ہرنیا کے پرانے مریض ہیں۔ یہ دورہ اکثر پڑا کرتا ہے۔ اب کی بہت شدید دورہ پڑا۔ ڈاکٹر سے فوراً رجوع کیا گیا۔ بحمد اللہ اب افاقہ ہے۔

دردانہ علویہ بی اے (بنت حافظ نظر الملک علوی مرحوم) کا عقد نکاح محمود عالم صاحب بی اے ایل ایل بی پسر محمد عالم صاحب سرکل انسپکٹر پولیس گونڈہ کے ساتھ ۲ مئی ۱۹۶۳ء کو نمبر ۳۲ نشیشر نامہ روڈ لالباغ لکھنؤ میں تزک و احتشام کے ساتھ ہوا الحاج مولانا مصطفےٰ احسن صاحب علوی نے نکاح پڑھا۔ لکھنؤ میں موجود جملہ اعزاء نے قریب قریب شرکت کی۔ ۵½ بجے شام رخصتی کی رسم انجام پائی بارات اکبر پور واپس ہو گئی۔ ہم اس ادائیگی فرض پر بیگم نظر الملک کو دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

نتیجہ امتحان۔ بشیر گیری حیدرآباد کی ایک تحریر سے حسب ذیل نتیجہ امتحان موصول ہوا ہے۔ عارفہ بنت مبین احمد علوی صاحب درجہ ہفتم سے سکنڈ ڈویژن نعیم احمد درجہ ششم سے سکنڈ ڈویژن۔ نجمہ درجہ سوم سے سکنڈ ڈویژن کامیاب ہو گئے ہیں مبارکباد ہے

حبیب احمد علوی پسر معین احمد علوی صاحب۔ ہائی اسکول کا امتحان دیکر بریلی سے وطن واپس آیا۔ تیسرے یا چوتھے ہی دن نزلہ ہوگیا۔ لکھنؤ میں تھا۔ کاکوری آگیا۔ یہاں آکر جو بخار نے شدت پکڑی تو ۱۰۵ تک پہونچ گیا۔ چار دن مسلسل ۱۰۳ بخار رہا۔ آخرکار خسرہ دکھائی دے گئی۔ مقامی ڈاکٹر مطلب معالج ہیں۔ آج تیسرے دن ۹۹ ڈگری کو دانے کچھ میلے پڑ رہے ہیں۔ امید پڑتی ہے کہ انشاء اللہ کل تک بخار میں بھی کمی ہوگی۔

علی حسین معمار کو حادثہ قصبہ کاکوری کا مشہور معمار ساکن برگد تلہ کاکوری سکنڈری ہائی اسکول کی زیر تعمیر عمارت میں سلیب لگا رہا تھا کہ یکایک پاڑ پر سے نیچے گر گیا جس سے وہ سخت مضروب ہوگیا۔ علاوہ اندرونی چوٹوں کے ناک کے بانسہ پر بہت چوٹ آئی۔ کثرت سے خون بہہ گیا۔ بیہوش ہوگیا اور پریشان کن حالت میں لے بلرامپور اسپتال پہونچایا گیا۔ ڈاکٹر صاحبان کی فوری تدابیر کارگر ثابت ہوئیں اور دوسرے دن ہوش آگیا۔ قیام ابھی اسپتال ہی میں ہے۔ حالت خطرے سے باہر ہوچکی ہے اب امید پڑتی ہے کہ ہفتہ عشرہ میں ممکن ہے اجازت گھر آنے کی مل جائے۔

انتقال پر ملال۔ روح الامین صاحب علوی کے انتقال پر ملال کی خبر حزن و ملامت کے ساتھ قصبہ میں پہونچ گئی۔ مرحوم نے طویل علالت کے بعد ۱۲-۱۳ ذی الحجہ کی درمیانی شب میں قریب ۱۲ بجے رات کو انتقال کیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ اللہ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور پسماندگان خصوصاً غمزدہ بہن کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

مولانا حمید الدین محدث کے مزار کے پائیں اپنے بڑے بھائی حنیف الدین صاحب مرحوم کے پہلو میں سپرد خاک کئے گئے۔

اجتماع عید الاضحیٰ

حسب اعلان ۵ مئی ۶۳ء کو بوقت ۶ بجے شام اجتماع عید الاضحیٰ جناب محمد حسین صاحب شمس علوی کے دولتکدہ شمس ہاؤس نعمت اللہ بلڈنگ میں بصدارت جناب سمیع اللہ صاحب کرمانی منعقد ہوا۔ عائدین کاکوری و ارباب وطن کافی تعداد میں جمع ہوگئے تھے۔

جناب محمد حسان صاحب علوی نے تلاوت کلام پاک سے آغاز فرمایا۔ اس کے بعد شعرائے کرام جناب ساجد لکھنوی۔ دلی آسی ذکی رسولپوری۔ عبد الرؤف عباسی۔ نصیر احمد عباسی صاحبان نے اپنے خوش کن کلام سے نوازا بعد عائشہ شمس علویہ نے ایک مزاحیہ نظم پنجابی پڑھی۔ جو کہ بہت پسند کی گئی۔ اس کے بعد صاحبزادی عارف علویہ نے چند دلچسپ اشعار سنائے۔ آخر میں ڈاکٹر مصطفیٰ حسن صاحب علوی نے اپنے کلام سے نوازا۔ بعد کو سموسوں اور چٹ پٹی دہی کی پھلکیوں سے ارباب وطن کو نوازا گیا۔ ہر لحاظ سے یہ اجتماع قابل صد ستائش رہا اور ارباب وطن عید الاضحیٰ کی مبارک تقریب میں بغلگیر ہوکر اپنے اپنے مستقر پر رخصت ہوگئے۔

معلوم ہوا ہے کہ ڈاکٹر شان احمد علوی صاحب مع اپنی بیگم کے عید الاضحیٰ کے موقع پر وطن آئے تھے تین یوم قیام کرکے اپنے مستقر رائے بریلی واپس ہوگئے۔

بیگم ڈاکٹر حکیم احمد علوی صاحب جن کی علالت کا سلسلہ عرصہ سے جاری ہے اب بحمد اللہ اچھی ہیں۔ گاہے گاہے مرض میں زیادتی ہوجاتی ہے اللہ تعالیٰ مکمل صحت عطا فرمائے۔

ڈاکٹر سید احمد علوی ایڈیٹر پرنٹر و پبلشر نے سرفراز قومی پریس لکھنؤ میں چھپوا کر دفتر کاکوری اخبار پریم نگر کاکوری ضلع لکھنؤ سے شائع کیا